مظفر حسین
Research Scholar, Department of Political Science, MANUU, Setelite Campus Lucknow

ڈاکٹر ریاض احمد گنائی
Assistant Professor, Department of Political Science, MANUU, Setelite Campus Lucknow

چین پاکستان حکمت عملی شراکت داری میں ہندوستان کا کردار

تلخیص:

جنوبی ایشیا کے سیکورٹی ماحول میں پاکستان اور چین کے درمیان منفرد نوعیت کے تعلقات ہیں۔ دونوں ملکوں نے اپنے تعلقات کو ایک حکمت عملی صف بندی میں مضبوط کرنے کے لیے مختلف ٹھوس اقدامات کیے ہیں، بالخصوص 2001 میں افغانستان میں امریکی موجودگی کے واقعات کو دیکھا جا سکتا ہے۔ پاکستان اور چین کے درمیان حکمت عملی تعلقات علاقائی سلامتی کے فریم ورک میں سرد جنگ کے دور کے بعد سے ہندوستان کے عنصر کی وجہ سے تیار ہوئے ہیں اور ہندوستان کس طرح رول ادا کر رہا ہے، اس پورے لائحہ عمل کی اہمیت کو اجاگر کیے بغیر وضاحت میں تشنگی کا احتمال رہے گا۔ اس مقالے کا بنیادی مقصد چین اور پاکستان کی بڑھتی ہوئی حکمت عملی کی قربت میں ہندوستان کے کردار کو پیش کرنا ہے۔

کلیدی الفاظ: جنوبی ایشیا، سرد جنگ، حکمت عملی، شراکت داری، علاقائی طاقتیں۔

~~~~~~~~~~~~~~~~~~

تعارف:۔

سرد جنگ کے دوران، دو قطبی طاقت کی وضاحت اس طاقت کے طور پر کی گئی تھی جسے سوویت یونین اور امریکہ نے لازمی طور پر ایک دوسرے پر تسلط کیے بغیر پوری دنیا میں اپنے اپنے مفادات کا تحفظ کیا۔ سوویت حملے کی صورت میں، امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے 1949 میں نیٹو فوجی اتحاد کی بنیاد رکھی، اور سوویت بالادستی کا مقابلہ کرنے کی ان کی عالمی پالیسی کو containment کا نام دیا گیا۔ 1955 میں سوویت یونین نے NATO کے جواب میں وارسا معاہدہ قائم کیا۔ کمیونسٹ تعلقات چین۔ سوویت کی تقسیم کی وجہ سے متاثر ہوئے، جبکہ فرانس ایک مغربی اتحاد ملک نے مزید کارروائی کی خودمختاری کا مطالبہ کرنا شروع کیا۔ 1980 کی دہائی کے اوائل میں، کشیدگی کا ایک اور دور
~~~~~~~~~~~~~~~~~~

شروع ہوا۔سرد جنگ کا خاتمہ سوویت یونین کے ٹوٹنے اور واحد سپر پاور کے طور پر امریکہ کے ابھرنے سے ہوا۔اس کے نتیجے میں عالمی نظام دو قطبی سے یک قطبی کی طرف منتقل ہو گیا۔

جنوبی ایشیا نے حال ہی میں عالمی جغرافیائی سیاست کو تبدیل کرنے کے تناظر میں بڑے خطوں اور طاقتوں کے درمیان عالمی محور کے طور پر زیادہ مرکزی جیوسٹریٹیجک کردار ادا کیا ہے۔چین اور پاکستان کے درمیان طویل عرصے سے مضبوط سیاسی، ثقافتی اور اقتصادی تعلقات رہے ہیں اور انہیں ''ہر موسم کے دوست'' کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جو خطے کے اندر اور باہر مخصوص مفادات کے تحفظ کے لیے اپنی مصروفیات کو بڑھا رہے ہیں۔ ہندوستان اور امریکہ کے بڑھتے ہوئے متاثر کن حکمت عملی کی وجہ سے،چین پاکستان تعلقات ہندوستان کو ایک اجتماعی ہدف کے طور پر دیکھتے ہیں۔

سات دہائیوں سے زیادہ عرصے سے پاکستان اور چین کے درمیان حکمت عملی تعلقات قائم ہیں۔ پاکستان اور چین کے درمیان دوستی اور خوشگوار تعلقات خطے میں بھارتی اثر ورسوخ کو محدود کرنے اور پاکستان سے توجہ ہٹانے میں مدد دے سکتے ہیں۔واضح رہے کہ پاکستان چین کا واحد نان کمیونسٹ اتحادی اور دوست ہوسکتا ہے۔تعلقات کی سب سے نمایاں خصوصیت اس کا تسلسل اور پائیداری ہے۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا بنیادی ہدف جنوبی ایشیا، وسطی ایشیا اور اس سے آگے بھارت کی تسلط پسندانہ اور تسلط پسند پوزیشن کو روکنا اور دبانا ہے۔چین اور پاکستان کے درمیان ایک ایسی دوستی ہے جو ان کے دیرینہ جغرافیائی اہداف کو آگے بڑھانے میں انمول رہی ہے۔چین کے مطابق پاکستان خطے کا واحد ملک ہے جو اپنے اہم جیو پولیٹیکل اور جیوسٹریٹیجک مقاصد کو پورا کرتا ہے۔ پاکستان کے مطابق چین واحد ملک ہے جو ضرورت پڑنے پر اخلاقی، فوجی، مالی اور سفارتی مدد فراہم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔یہ رشتہ اب ایک مضبوط، مستحکم اور باہمی طور پر فائدہ مند حکمت عملی شراکت داری میں پروان چڑھ چکا ہے جو تعاون کے وسیع شعبوں پر محیط ہے۔بدلتے ہوئے جغرافیائی سیاسی ماحول میں، ہند-امریکہ سویلین نیوکلیئر ڈیل پر دستخط کے بعد پاکستان اور چین ایک مضبوط اتحاد کے ساتھ ابھرتے ہوئے علاقائی اور عالمی خطرات سے نمٹنے کے لیے میزائل اور جوہری تعاون کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہندوستان کے تعلقات چین کے ساتھ اتنے مضبوط نہیں ہیں جتنے امریکہ کے ساتھ ہیں۔ پاکستان چین کا ایک مضبوط اتحادی رکن ہے۔ پاکستان اس لیے چین سے دوستی نبھا رہا کہ بین القوامی تعلقات کے تصور میں ''دشمن کا دشمن

دوست ہوتا ہے''۔

چین اور پاکستان کے بڑھتے ہوئے تعلقات میں ہندوستان کا کردار:۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ، پاکستان اور چین دونوں نے اپنے دوطرفہ تعلقات کے لیے ہندوستان پرمبنی نقطہ نظر تیار کیا ہے۔ پاکستان کا ہندوستان پر مرکوز نقطہ نظر دیگر علاقائی تنازعات کے علاوہ غیر حل شدہ کشمیر تنازعہ کے نتیجے میں اس کے تاریخی اسباب سے نکلا ہے۔اس مسئلے نے دشمنی کو جنم دیا ہے جو دونوں ممالک کے قیام کے بعد طویل عرصے تک جاری ہے،اور سیکورٹی خدشات نے دوطرفہ تعلقات کو متاثر کیا ہے۔اس کے نتیجے میں ایک جارحانہ بھارت نے پاکستان کے بنیادی مفادات کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔اسی طرح ''ہندی چینی بھائی بھائی'' کے مختصر عرصے کے باوجود، چین اور بھارت کے تعلقات کشیدہ تھے۔1962 میں بھارت اور چین کے درمیان سرحدی تنازع پر جنگ ہوئی۔[۱] علاقائی بالادستی اور عالمی تسلط کے عزائم کی وجہ سے دونوں ممالک نے مسابقتی راستہ اختیار کیا ہے،اگرچہ تجارت کے حصول کے لیے دونوں ممالک باہمی فائدے حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔

اپنے قیام کے بعد سے ہی پاک بھارت تعلقات مخالفت اور بداعتمادی کا شکار رہے ہیں۔ یہاں تک کہ جب عداوت اور تلخی میں تھوڑی سی خاموشی تھی،تب بھی اس کے دوبارہ ظاہر ہونے میں کچھ ہی دیر باقی تھی۔تنازعات اور بحرانوں سے دونوں ممالک کا ماضی میں (1947، 1965، 1971، اور 1999) اختلاف رہا ہے۔دونوں ممالک نے ایک دوسرے پر اپنے اپنے ممالک میں دہشت گردوں اور باغیوں کے ساتھ تعاون کا الزام لگایا۔ ہندوستان کا موقف تھا کہ پاکستان ہندوستان کی علاقائی بالادستی بننے کی کوشش میں محض ایک رکاوٹ ہے۔اگرچہ تاریخ اور واقعات کا سلسلہ جوان موضوعات سے ہم آہنگ تھا دونوں ملکوں کے درمیان مخالفت اور تلخی کا نتیجہ ہوا،اس طرح کے بیانیے کی مکمل تحقیقات کی ضرورت ہے۔[۲] بھارت کے ساتھ پرامن تعلقات کے فوائد سے قطع نظر، پاکستان کا بھارت پرمبنی نقطہ نظر بھارت کو ایک غیر دوستانہ اور مخالف پڑوسی کے طور پر دیکھتا ہے۔

چین پاکستان کا ہمسایہ اور حکمت عملی شرکت دار ہے جیسا کہ اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ بہرحال، چین اور پاکستان کے تعلقات کی موجودہ حالت کئی خدشات کو جنم دیتی ہے۔ایک طرف چین ایک علاقائی طاقت سے بڑھ کر رہا ہے جس کا واحد مقصد پاکستان کے مفادات کو پورا کرنا نہیں ہے۔چین

نے پاکستان کے مفادات کو اپنے معیارات کے مطابق دیکھا ہے۔ چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) کو باضابطہ بنانے کے علاوہ، تجارتی تعلقات کے علاوہ باہمی اقتصادی اور فوجی تعلقات کو مضبوط بنانے کے لیے متعدد معاہدوں اور مفاہمت کی یادداشتوں (MOUs) کی منظوری چین پاکستان تعلقات میں دوستانہ طور پر جدت آئی ہے۔ اگرچہ چین اور پاکستان کے درمیان فوجی تعاون بڑھتا رہے گا لیکن پاکستان کے بڑے تجارتی خسارے کے نتیجے میں دوطرفہ اقتصادی تعلقات متاثر ہو سکتے ہیں۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ چین اور پاکستان اپنے سفارتی تعلقات کو مضبوط کریں تا کہ ان کے بصورت دیگر ہم آہنگ تعلقات کو درپیش اہم مسائل کو حل کیا جا سکے۔ چین بھارت افہام وتفہیم کے خلا اور پاکستان کی بے مثال حکمت عملی اہمیت کے باوجود صورتحال غیر تسلی بخش ہے۔ انہیں اختلافات کے باوجود تجویز کے طور پر اپنے مالی تعلقات کو بہتر کرنا تھا۔ ہندوستان کے علاوہ، کسی دوسرے ملک نے WTO کی رکنیت حاصل کرنے کے لیے چین کے خلاف اینٹی ڈمپنگ شکایات درج نہیں کیں۔[۳] بہت سے لوگوں کو اس بات پر تشویش ہے کہ کم قیمت چینی اشیاء کی غیر ضروری درآمد سے پاکستان کی مارکیٹ خراب ہو رہی ہے۔ اسی طرح بعض تجزیہ کاروں کی پیشین گوئی ہے کہ اگلے پچیس برسوں کے اندر ایک چنڈیا (چین-انڈیا) ابھرے گا۔

چین کا ہندوستان پر مبنی نقطہ نظر دونوں ممالک کے قیام کے بعد سے تیار ہوا ہے۔ دونوں ممالک کے تعلقات اپنی مختصر تاریخ میں ''دوستی، دھچکا اور معمول پر آنے'' کے مراحل سے گزرے ہیں۔ ہندوستان عوامی جمہوریہ چین کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنے والا پہلا غیر کمیونسٹ ملک بن گیا تھا۔ اس وقت کے ہندوستانی وزیر اعظم جواہر لعل نہرو چین کے انقلاب سے متاثر ہوئے اور اقوام متحدہ میں ملک کے داخلے کی پر جوش حمایت کی۔ نہرو عالمی امن کے لیے خطرہ کے طور پر کمیونزم کے بارے میں امریکہ کے جائزے سے متفق نہیں تھے۔ نہرو کا خیال تھا کہ چینی عوام اور رہنماؤں کی جدوجہد کی تعریف کمیونزم کے بجائے قوم پرستی سے ہوتی ہے۔[۴] اس سے دونوں ممالک کے دوستانہ تعلقات کا آغاز ہوا۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد کے دور میں بھارت اور چین علاقائی سپر پاور بن کر ابھر رہے تھے۔ دونوں ممالک کے رہنماؤں کو یہ تسلیم کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگا کہ دعویداروں کے درمیان قیادت کے لیے مقابلہ ایک مسئلہ ہوگا، جس سے دوسری ریاستوں کے سیاسی فائدے کو روکنا ہوگا۔ نتیجے

کے طور پر، اس عملداری پر قبضہ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی جس میں ہندوستان اور چین بیک وقت سیاسی اثر ورسوخ کا دعویٰ کرتے ہوئے کام کریں گے جس سے دونوں ممالک کے سرحدی تنازعہ کے علاوہ، ایک اور عنصر نے ''ہندی چینی بھائی بھائی'' کے گیت کو ختم کیا اور خوشگوار تعلقات کو نقصان پہنچایا۔ چین کے رہنماؤں کو تشویش تھی کہ ہندوستان سرمایہ دارانہ رجحانات کو فروغ دے رہا ہے، مغربی سامراج کے لیے راستہ کھل رہا ہے اور ناوابستگی منتر کو بتدریج لیکن مستقل طور پر ترک کر رہا ہے، جس کے نتیجے میں چین کے دل ودماغ میں تبدیلی آئی۔[۵]

اس کے علاوہ کئی عوامل نے ہندوستان اور چین کے تعلقات کو متاثر کیا، بشمول تبت کا علاقائی تنازع، دلائی لامہ کا ہندوستان فرار ہونا اور ملک کی جانب سے انہیں سیاسی پناہ دینا وغیرہ۔ بھارت اور چین کے درمیان تعلقات 1962 کی جنگ، پاک چین گٹھ جوڑ کے قیام اور 1965 اور 1971 کی جنگوں کے دوران چین کی پاکستان کی حمایت کی وجہ سے کشیدہ ہو گئے تھے۔ 15 سال کے وقفے کے بعد، 1976 میں بھارت اور چین کے درمیان رسمی تعلقات بحال ہوئے، ڈینگ شیاؤ پنگ نے امید اور دوستی کی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو رعایت دیں تو مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ چین کے وزیر خارجہ ہوانگ ہوا نے 1981 میں ہندوستان کا دورہ کیا اور سرحدی مذاکرات کا سلسلہ شروع کیا۔ 1987 میں اروناچل پردیش پر ہندوستان اور چین کے درمیان جھڑپ ہوئی لیکن دونوں فریق پرسکون رہے اور جنگ جیسی صورتحال سے بچنے میں کامیاب رہے۔[۶]

دسمبر 1988 میں ہندوستانی وزیر اعظم راجیو گاندھی کے دورہ چین کو ہندوستان اور چین کے تعلقات میں ایک اہم پیش رفت اور واٹرشیڈ تحریک کے طور پر پیش کیا گیا۔ اس دورے نے نہ صرف جاری سرحدی بات چیت کو اجاگر کیا بلکہ اس نے دونوں ممالک کے اہم رہنماؤں کے اعلیٰ سطحی دوروں کے سلسلے کا آغاز بھی کیا۔ 1990 کی دہائی میں دوطرفہ تعلقات میں بہتری آئی، بھارت اور چین نے 1993 اور 1996 میں امن کو برقرار رکھنے اور لائن آف ایکچوئل کنٹرول (LAC) کے ساتھ اعتماد سازی کے اقدامات کو نافذ کرنے کے لیے امن معاہدوں پر دستخط کیے تھے۔ یہ فروغ پزیر دوطرفہ 1998 میں اس وقت خطرے میں پڑ گیا جب بھارت نے ''بنیادی

سٹریٹجک دشمن'' کی اصطلاح استعمال کر کے اپنے جوہری تجربات کو جائز قرار دیا۔[۷] تاہم سرحدی امور اور تعاون کے دیگر شعبوں پر جاری مذاکرات کے ذریعے دونوں ممالک کے تعلقات کو محفوظ رکھا گیا۔

وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی نے جون 2003 میں چین کا سرکاری دورہ کیا۔ دونوں ممالک کے رہنماؤں نے 2003 اور 2015 کے درمیان آٹھ اعلیٰ سطحی دورے کیے تھے۔ دونوں ممالک نے وزیر اعظم واجپائی کے دورے کے دوران سرحدی تنازعہ کی نگرانی کے لیے خصوصی نمائندے مقرر کرنے پر اتفاق کیا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ہندوستان نے نتھو لا تجارتی راستہ کھول کر تبت پر چین کے دعوے کو تسلیم کیا تھا۔ اس کے علاوہ دونوں ممالک نے تعلقات کے اصولوں اور وسیع تعاون کے اعلامیہ پر دستخط کرنے پر بھی اتفاق کیا۔ 9 اپریل سے 12 اپریل 2005 تک چین کے وزیر اعظم وین جیاباؤ نے ہندوستان کا دورہ کیا۔ چینی وزیر اعظم کے دورے سے دونوں ممالک کے درمیان خیر سگالی اور افہام و تفہیم پیدا ہوئی۔[۸] تحفظات کے باوجود، اس دورے نے یہ ظاہر کیا کہ ہندوستان اور چین دشمنی سے دوستی کی طرف بڑھ چکے ہیں اور اس نے ان کے درمیان حکمت عملی شراکت داری کے امکانات کو بڑھایا ہے۔

20 نومبر سے 23 نومبر 2006 تک چین کے صدر ہوجن تاؤ نے ہندوستان کا دورہ کیا۔ بھارت میں دورہ کرنے والے صدر نے چین بھارت دوستی کے سال کی یاد میں بھارتی صدر عبدالکلام کے ساتھ شرکت کی۔ دونوں ممالک نے دوطرفہ تعلقات کو مضبوط بنانے پر اتفاق کیا اور نوجوانوں کے وفود کے لیے پانچ سالہ تبادلہ پروگرام شروع کیا۔ 8 اکتوبر سے 17 اکتوبر 2006 تک اس پروگرام کے پہلے وفد نے چین کا دورہ کیا۔ اس وقت کے ہندوستانی وزیر اعظم منموہن سنگھ نے 13 سے 15 جنوری 2008 تک چین کا دورہ کیا تھا۔ اپنے دورے کے دوران چینی وزیر اعظم نے اپنے ہم منصب کے لیے ایک نجی عشائیہ کا اہتمام کیا جس سے دونوں رہنماؤں کے ذاتی تعلقات میں اضافہ ہوا۔ دورے کے دوران، دونوں ممالک نے ''اکیسویں صدی کے لیے مشترکہ وژن'' پر دستخط کیے تھے۔ دورے کے دوران اس بات پر اتفاق کیا گیا تھا کہ دوطرفہ تجارت کو 2010 تک 40 بلین ڈالر سے بڑھا کر 60 بلین ڈالر کیا جائے گا۔ 14 سے 16 مئی 2015 تک، ہندوستانی وزیر اعظم نریندر مودی نے چین کا دورہ کیا۔ صدر شی جن پنگ اور وزیر اعظم مودی

دونوں نے کہا کہ ہندوستان اور چین کا دوبارہ ابھرنا ''ایشیائی صدی'' کو محسوس کرنے کا ایک بہترین موقع ہوگا۔ اس دورے میں باہمی طور پر فائدہ مند موضوعات کی ایک وسیع رینج کا احاطہ کیا گیا اور اس کے نتیجے میں 10 بلین ڈالر کے چوبیس معاہدوں پر دستخط ہوئے۔[۹]

دونوں ریاستوں کو دوسری عالمگیر جنگ کے بعد اور سرد جنگ کے دور کے دوطرفہ، علاقائی اور بین الاقوامی سیاسی اصولوں کے متھ اور حقیقتوں سے مطابقت پیدا کرنا پڑا جب وہ بالترتیب 1947 اور 1949 میں علاقائی اور عالمی سطح پر نمودار ہوئیں۔ بڑے پیمانے پر ابھرتی ہوئی طاقتوں کے طور پر، بھارت اور چین سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ پہلے دو بڑے مسائل کو حل کریں گے، اس امید کے ساتھ کہ باقی اس کی پیروی کریں گے۔ سب سے پہلے حل نہ ہونے والے دوطرفہ علاقائی تنازعات اور دوسرا ہر ملک کا مقصد علاقائی طاقت میں زیادہ حصہ لینا یعنی سرحدی تنازعے کے علاوہ زیادہ علاقائی تسلط کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔[۱۰]

جب چین اور پاکستان کے تناظر میں ہندوستان کے نقطہ نظر پر بات کی جائے تو یہ دلیل دی جا سکتی ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ پاکستان اور ہندوستان کی مخالفت میں اضافہ ہوا ہے اور دیگر تمام مصروفیات، تنازعہ کشمیر سمیت متعدد مسائل کے حل پر منحصر ہو چکی ہیں۔ مخالفت کے بیانیہ سے ریاستی اور غیر ریاستی اداکاروں کے ساتھ ساتھ سرحد کے دونوں طرف لوگوں کی ایک بڑی تعداد متاثر ہوگی۔ دوطرفہ نقطہ نظر زیادہ تر دشمنی اور غیر دوستانہ رہنے کا امکان ہے۔ جب تک دونوں فریقوں کو مطمئن کرنے والا کوئی حل تلاش نہیں کیا جاتا، سرحدی تنازعہ بھارت اور چین دونوں کو پریشان کر سکتا ہے۔ تصادم اور معمولی جھڑپیں جاری رہنے سے ہندوستان اور چین ان منفی نتائج سے گریز کرتے ہوئے سیاسی ارادے اور صلاحیت کے ساتھ اس مسئلے سے نمٹ سکتے ہیں۔ دوسری طرف جنوبی ایشیا میں چین کے حکمت عملی ارادے سے بھارت کو پریشان کرنے کے امکان ہیں۔ مزید برآں، پاکستان اور چین دونوں ہی ہندوستان پر مبنی نقطہ نظر کو برقرار رکھیں گے۔ اگر مسئلہ کشمیر حل ہو جاتا ہے تو بھارت کے خلاف پاکستان کا سابقہ دشمنانہ رویہ بدل سکتا ہے۔[۱۱] بھارت اور چین کے تعلقات احتیاط کے ساتھ تصادم اور مقابلے کے درمیان متبادل پر بھی مبنی ہوں گے۔

بھارت-پاکستان-چین مثلث کی وضاحت متعلقہ قومی طاقت اور باہمی خطرے کے تصورات سے ہوتی ہے، جو امریکہ-چین تنازعہ کے علاقائی نتائج کی وجہ سے بڑھ جاتی ہے۔ پاکستان

بھارت کے پڑوس میں چین کا سب سے مستحکم اتحادی ہے، جب کہ بھارت خطے کا واحد ملک ہے جو چین کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بھارت اور پاکستان کے ساتھ ساتھ بھارت اور چین کے درمیان طاقت کا بڑھتا ہوا فاصلہ، مثلث کی موروثی سلامتی کی پریشانی کو بڑھاوا دے گا، جو خطے میں بھارت کے عروج کو روکنے کے لیے چین-پاکستان تعاون کا جواز پیش کرے گا۔ مزید برآں، امریکہ کی روک تھام کی حکمت عملی کے بارے میں چینی تصورات جس میں ہندوستان بھی شامل ہے مثلث پر اثر انداز ہوتا ہے۔ چین-انڈیا-پاکستان مثلث کے وسیع پیمانے پر شکوک وشبہات اور''زیرو سم تصورات'' ایل اے سی (LAC) اور ایل او سی (LOC) کے ساتھ بحرانوں اور تنازعات کے امکانات کو تشکیل دیتے رہیں گے۔[۱۲] متنازعہ سرحدوں پر مزید دھماکہ خیز ردعمل اور جوابی ردعمل کے علاوہ، عالمی فورمز انسداد دہشت گردی، عدم پھیلاؤ اور افغانستان میں علاقائی سلامتی کی صورتحال پر جھڑپوں کا مشاہدہ کریں گے۔

واضح رہے کہ پاک چین بھارت مثلث سے باہر ایک ایسی دنیا ہے جو مثلثی تعلقات کے چیلنجوں، پیچیدگیوں اور وعدوں کو امید اور تشویش کی نظروں سے دیکھتی ہے۔ دنیا اس لیے زیادہ پریشان ہے کیونکہ یہ تینوں ایشیائی ممالک علاقائی تنازعات کے یرغمال بنے ہوئے ہیں۔

ماحصل:

پاک چین تعلقات کا جامع جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آئے ہے کہ ان دونوں ممالک کے تعلقات میں توسیع ہوتی رہے گی اور عالمی تبدیلیوں سے قطع نظر اسے برقرار رکھا جائے گا۔ چین اور پاکستان کی روایتی دوستی غالباً اسی جذبے سے جاری رہے گی۔ بلاشبہ، ان ممالک کے ساتھ ہندوستان کی مخالفت ایک اہم نقطہ نظر کے طور پر رول ادا کرتی رہے گی۔ چین سے دوستی کا حصول پاکستان کے قومی مفاد میں تھا، اور چین کا مفاد پاکستان کی حمایت میں نہ صرف وقت کی کسوٹی پر کھرا ہے بلکہ یہ ایک حکمت عملی شراکت داری میں بھی تبدیل ہوا ہے۔ خطے میں ہندوستان کی طاقت اور اثر ورسوخ کو متوازن کرنے میں ان کی باہمی دلچسپی کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے بارے میں ان کے مشترکہ تصور کی وجہ سے ان دونوں ممالک نے مضبوط دفاعی اور حکمت عملی تعلقات استوار کیے۔ بھارت کو چین پاکستان دفاعی تعاون میں خاص طور پر جوہری شعبے میں

اضافے پر تشویش ہے۔ بھارت کے مطابق، چین کی روک تھام کی حکمت عملی میں پاکستان کے ساتھ حکمت عملی اتحاد اور بحر ہند اور بحیرہ عرب میں بڑھتی ہوئی فوجی موجودگی شامل ہے۔ ہندوستان نے چین پر الزام عائد کیا کہ وہ پاکستان کو جوہری اور میزائل ٹیکنالوجی کی منتقلی جاری رکھے ہوئے ہے اور چین کو تمام علاقائی جوہری پھیلاؤ کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ چین پاکستان تعلقات کو مضبوط بنانے میں بھارت کے عنصر نے اہم کردار ادا کیا ہے۔تاہم، دیگر عوامل جیسے خطے میں امریکی اثر ورسوخ کو مضبوط کرنا، افغان بحران، توانائی سے مالا مال وسطی ایشیائی جمہوریہ کے لیے پاکستان کا گیٹ وے، نے بھی دونوں ممالک کو قریب لانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ چین اور پاکستان کے تعلقات بہتر ہوتے رہیں گے اور چین ممکنہ طور پر بھارت کو پاکستان کے بارے میں اپنی پالیسی تبدیل کرنے پر آمادہ کرنے میں کردار ادا کرسکتا ہے۔ بنیادی مفادات کے حصول کے لیے پاکستان اور چین کے لحاظ سے پاکستان کے لیے چین کی حمایت مستقل ہے۔ بھارتی عنصر سے قطع نظر، مستقبل میں بھی ان کے تعلقات میں بہتری کا امکان ہے۔ نتیجے کے طور پر، ان کے مختلف سماجی وسیاسی نظاموں اور نظریات کے باوجود چین پاکستان تعلقات کو ''جدید تاریخ میں ایک مثال'' کے طور پر شمار کیا جاسکتا ہے۔

☆☆☆

References:

[1] Garver, J. W. (2006). China's Decision for War with India in 1962. New Directions in the Study of China's Foreign Policy, 116.

[2] Ganguly, S., Smetana, M., Abdullah, S., & Karmazin, A. (2019). India, Pakistan, and the Kashmir dispute: Unpacking the dynamics of a South Asian frozen conflict. Asia Europe Journal, 17(1), 129-143.

[3] Khan, M. M., & Kasi, M. (2017). Pakistan-China Relations. Strategic Studies, 37(3), 55-74.

[4] Malhotra, R. (2018). Cooperation or Competition with China in the Indian Ocean: An Indian Perspective.

[5] Jia, Y. (2019). Beyond the "Bhai-Bhai" Rhetoric: China-India Literary Relations, 1950-1990 [PhD Thesis]. SOAS University of London.

[6] Raghavan, S. (2019). The security dilemma and India-China relations. Asian Security, 15(1), 60-72.

[7] Deepak, B. R. (2020). Cooperation and Conflict in India-China Relations: A Crisis of Confidence Building. In India and China (pp. 59-76). Springer.

[8] Kaura, V. (2020). Rising powers or bitter frenemies? India-China relations in the 21st century? Social Transformations in Chinese Societies.

[9] Raghavan, S. (2019). The security dilemma and India-China relations. Asian Security, 15(1), 60-72.

[10] Thoker, P. A., & Singh, B. (2017). The emerging China, Pakistan, and Russia strategic triangle: India's new Gordian knot. Jadavpur Journal of International Relations, 21(1), 61-83.

[11] Topychkanov, P. (2018). Relations in the strategic triangle of China, India, and Pakistan. In Russia: arms control, disarmament and international security (pp. 134-148).

[12] Jacob, J. T. (2018). The China-Pakistan Economic Corridor and the China-India-Pakistan Triangle. In China's Maritime Silk Road initiative and South Asia (pp. 105-136). Springer.